بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمُ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

أَمَّا بَعْدُ:

14. فہم سلف کے اثبات کی عقلی دلائل

فہم سلف کی شرعی حیثیت کا درس جاری ہے۔ پچھلی نشست میں یا پچھلی نشستوں میں ہم سب نے مل کر جو مثبت دلائل ہیں ہم سلف کی حجیت کے وہ تقریباً چھبیس بیان کیے ہیں ایسا تھا نا؟ چھبیس بیان کیے ہیں الحمد للہ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں سے آج کی نشست میں ایک عقلی دلیل بھی بیان کرتے ہیں اور عقلی دلیل بیان کرنے سے پہلے ایک شبے کا ازالہ بھی کرتا چلوں کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ عقل سے تم لوگ روکتے ہیں پھر عقل کی دلیل بھی لے کر آتے ہو؟ ہم نے اس عقل سے روکا ہے جس سے قرآن اور سنت نے روکا ہے، جس سے سلف نے روکا ہے، وہ عقل جو اپنے آپ کو آزاد سمجھتی ہے، وہ عقل جو اپنے آپ کو قرآن اور سنت سے آگے سمجھتی ہے۔ وہ عقل جو ہے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے ،اس عقل پر کوئی بات بھی نہیں کرتا ہے۔ لیکن وہ عقل جو قرآن اور سنت کی حدود کے اندر ہے جو شریعت کے نصوص کو سمجھتی ہے تو اس عقل کی بات قرآن مجید میں بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے بارے میں اور اس کے بارے میں صحیح احادیث میں بھی ہے اور سلف نے بھی اس کا اعتبار کیا ہے۔ قرآن مجید میں آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کئی جگہوں پر دعوت دیتے ہیں غور و فکر کی۔ غور و فکر کس چیز سے کیا جاتا ہے؟ دل سے کیا جاتا ہے سوچ سمجھ کر کیا جاتا ہے سوچنے پر انسان مجبور ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ﴾(الغاشیہ/17)

(کیا یہ دیکھتے نہیں کہ اونٹوں کی طرح کیسے ان کو پیدا کیا گیا ہے؟)

تو اس میں آپ غور و فکر کرتے ہیں کہ اونٹ کو کس طریقے سے پیدا کیا گیا ہے؟ آخر کیا خاصیت ہے اس اونٹ کے اندر؟ تو پھر آپ عقل کا استعمال کرتے ہیں، سوچتے ہیں، سوچتے ہیں اور نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت سامنے آتی ہے۔

اسی طریقے سے آج کل کے زمانے میں کلوننگ آپ نے سنی ہو گی۔ بعض لوگوں نے کہا بھئی انسان نے انسان کو پیدا کر دیا اور اس زمانے میں جو سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دیکھیں سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ اب انسان پیدا کر رہی ہے ۔اندھے، بہرے اور گونگے لوگ ہیں یہ کہاں انسان نے انسان کو پیدا کیا ہے؟! زندہ انسان میں سے اس کے خلیے لے کر اس کو خاتون سے ملا کر آپ نے انسان کو پیدا کیا ہے!! اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں: ﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ۝٥٨ أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۝٥٩﴾ (الواقعہ/58-59)۔

جی! بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بچے پیدا کرتے ہیں ہم ہی خالق ہیں۔ بچے تو پیدا اللہ تعالیٰ ہی نے کیے ہیں لیکن یہ بتاؤ منی جو تم خارج کرتے ہو اس خلیے کو نطفے کو کس نے پیدا کیا ہے کیا تم لوگوں نے پیدا کیا ہے یا ہم نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نطفہ بنتا کس چیز سے ہے پتہ ہے؟ ہم جو خوراک کھاتے ہیں جو پانی پیتے ہیں اسی سے ہمارے جسم کے یہ جتنے بھی لیکویڈز ہیں یہ جتنی بھی چیزیں ہیں یہ بن رہی ہیں کہ نہیں؟ عجب بات دیکھیں آپ زبان پر جو لعاب ہے اس میں مٹھاس ہے جو ناک اور آنکھ کا پانی ہے اس میں نمک ہے، جو کان سے نکلتا ہے وہ کڑوا ہے، عجب سی بات ہے! سبحان اللہ۔ اور پھر نطفہ بنتا کیسے ہے یا یہ لیکویڈز بنتے کیسے ہیں ہم بناتے ہیں؟ باقی دلائل بھی موجود ہیں سارے تب بھی عقل نہیں آ رہی تو اب اس عقل کا استعمال کرو ہو سکتا ہے تمہیں سمجھ میں بات آ جائے۔

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ (الطور/35) یہ کس چیز کے تعلق سے آیت کریمہ ہے؟ ذرا غور و فکر کرو سوچو ذرا تمہیں کس نے پیدا کیا ہے کیا تم لوگ خود دنیا میں آئے ہو خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے تم لوگوں نے؟ جواب کیا ہے؟ نہیں۔ تو پھر کوئی اور ہے پیدا کرنے والا۔ پھر غور و فکر کرو، وہ کون ہو سکتا ہے؟ تمہارے جیسا انسان ہو سکتا ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام؟ وہ خود محتاج تھے اپنی پیدائش کے لیے تو وہ تو نہیں ہو سکتے۔ پھر کون ہے؟ پتھر ہے، درند ہے، پرند ہے، اولیاء ہیں، جن ہیں، فرشتے ہیں؟ وہ خود محتاج ہیں اپنے وجود کے تو پھر کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہو نہیں سکتا جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ الغرض، عقل کی جب ہم بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے جس سے ہم منع کر رہے ہیں پھر اسی کو دلیل بنا رہے ہیں۔ تو عقلی دلیل کے تعلق سے یہ دیکھتے ہیں کہ فہم سلف حجت کیسے ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ أعلام الموقعین میں فرماتے ہیں "الوجه الثالثون أربعون" یعنی تینتالیسواں جواب دے رہے ہیں یا 43 دلیل بیان کر رہے ہیں کہ فہم السلف حجت ہے میں نے اس میں سے چھبیس کچھ بیچ میں سے نکالا ہے اب وہ 43 پر آ گئے

ہیں اور یہ عقلی دلیل بیان کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ صحابی جب کوئی قول کہتا ہے یا کوئی فیصلہ کرتا ہے یا فتویٰ دیتا ہے تو اس کے ایسے مدارک ہیں یعنی اس کا ایسا علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس میں وہ خاص ہے اور بعض ایسے مدارک ہیں ذریعے ہیں جس میں ہم بھی ان کے شریک ہیں جو ان کے لیے خاص ہیں۔ تو ان میں سے آپ ﷺ سے براہ راست سننا خاص ہے کہ نہیں ان کے لیے کیا ہم نے براہ راست سنا ہے آپ ﷺ سے؟ نہیں۔ یہ ان کے لیے خصوصیت تھی یا کسی اور صحابی سے جس نے آپ ﷺ سے براہ راست سنا کیا خیال ہے؟ یہ ذریعے ان کے لیے خاص تھے اور ہم ان چیزوں سے محروم ہیں نا ہم براہ راست آپ ﷺ سے سن سکتے ہیں، نہ سنا ہے اور نہ ہی کسی ایسے شخص سے جس نے آپ ﷺ سے براہ راست سنا ہے۔

ایک عجب بات ہے، چھٹی صدی میں رتن الہندی ایک شخص تھا اس نے کہا کہ میں صحابہ ہوں، عجب بات دیکھیں اس کی بھی پیروی کرنے والے لوگ پیدا ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ واقعی یہ صحابی ہے۔ اب کہاں چھ سو سال بعد یعنی پانچ سو سال بعد کوئی شخص کہتا ہے ''میں صحابی ہوں'' اور لوگوں کی یعنی جہالت کی انتہا دیکھیں آپ، لوگوں نے مان لیا کہ واقعی یہ صحابی ہے۔ سبحان اللہ۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جس علم میں انہوں نے انفرادیت اور خصوصیت حاصل کی ہے وہ اتنا زیادہ ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیا کسی صحابی کے علم کا احاطہ کوئی کر سکتا ہے کہ اس کا علم کتنا تھا؟ تو کیا حدیث دلیل نہیں ہے کہ ان کا علم کتنا تھا؟ روایت الحدیث دلیل ہے یعنی میں کہہ رہا ہوں یعنی اگر کوئی راوی کوئی حدیث بیان کرتا ہے تو اس کے پاس یہی علم ہے بس اس سے بڑھ کر کوئی علم نہیں ہے اس کا کیا خیال ہے؟ لازمی نہیں ہے بارک اللہ فیک۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ کہ جو کبار الصحابہ ہیں جن کی روایت کم ہے اس کا علم بھی کم ہے اگر حدیث کی روایت معیار ہوتی تو حدیث کی کثرت روایت معیار نہیں ہے کسی صحابی کے علم کا کہ اس کا علم کتنا زیادہ ہے۔ واضح بات ہے کہ نہیں؟ آگے مزید وضاحت آئے گی۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب نے ہر اس چیز کی روایت نہیں کی جو انہوں نے سنی ہے جو کچھ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا یا کبار الصحابہ میں سے سنا، جتنا انہوں نے سنا ہے آپ یہ دیکھیں کہ انہوں نے روایت کتنا کیا ہے؟ صدیق الأمۃ نے تقریباً سوا احادیث کو روایت کیا ہے بس۔ اس سے بڑھ کر

نہیں۔اور یہ جان لیں ،امام صاحب فرماتے ہیں کہ جاہلیت اور اسلام میں آپ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی نبوت سے پہلے ، بعثت سے پہلے کون ساتھی تھے ؟سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔آپ ﷺ سے سب سے زیادہ واقف کون تھے ؟سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔بعثت سے پہلے سے لے کر وفات تک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ رہے۔اور امت میں سب سے زیادہ علم والے اپنے قول میں اپنے فعل میں اپنی ھدی اور سیرت میں کون ہیں ؟سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔کس نے کہا؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منہاج السنہ النبویہ میں فرماتے ہیں (اہل سنت کا اجماع ہے کہ سب سے زیادہ علم والے نبی کریم ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک سے زیادہ شخص نے اس اجماع کو بیان کیا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ''أعلم الصحابة كلهم ''سب صحابہ سے زیادہ علم والے ہیں)۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟ابھی تک جو میں نے بات کی کیا نتیجہ اخذ کر رہے ہیں آپ لوگ ؟ زیادہ احادیث کی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ راوی کا علم اس سے زیادہ ہے جس نے کم روایتیں کی ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے۔

دوسری بات کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی کثرت نہیں کی آگے میں کچھ وجوہات بتاؤں گا ان میں سے ''الخلفاء الأربعة الراشدين المهديين ''جن کی گواہی آپ ﷺ نے خود دی ہے جن کی سنت کو اپنانے کا حکم بھی دیا ہے مضبوطی سے تھامنے کا''عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِي عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ''۔یہ حدیث گزر چکی ہے پچھلے درس میں ،اور اس کے باوجود بھی کہ کم روایتیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہیں۔اور سب سے زیادہ علم والے کون تھے ؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس پر اجماع ہے اہل سنت والجماعت کا۔غور کریں کہ اجماع اہل السنہ ہے اجماع اہل بدعت نہیں ہے۔

واپس آتے ہیں امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں،اور اسی طریقے سے اکثر صحابہ ان کی روایت بہت کم ہے اس کی نسبت جو وہ سن چکے تھے آپ ﷺ سے اور جو کچھ دیکھ چکے تھے آپ ﷺ کو کرتے ہوئے اور اگر وہ ہر اس چیز کو روایت کر دیتے جو انہوں نے سنا یا دیکھا تو- وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی گنا زیادہ روایات پیش کر سکتے تھے یا روایات کر سکتے تھے کیوں کہ سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے صرف چار سال آپ ﷺ کے ساتھ گزارے ہیں۔چار سالوں میں اتنی احادیث ہیں تو جس نے آپ ﷺ کے ساتھ آدھی سے زیادہ زندگی گزاری ہے ان کی احادیث کتنی ہوں گی۔

ایک شبہے کا ازالہ کرتے چلتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے، اگر صحابی کے پاس کسی واقعے کے تعلق سے کوئی حدیث ہوتی تو اسے بیان ضرور کرتا۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوئی شخص یوں کہے گا یا یوں کہتا ہے اگر صحابی کے پاس کسی مسئلے کے لیے جس پر وہ فتویٰ دے رہا ہے یا اس کا جو فیصلہ کر رہا ہے، اس کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس حدیث کو ضرور بیان کرتا۔ بات کیا ہو رہی ہے کہ فہم السلف کہ صحابی نے کوئی قول کہا اور پھر حدیث نہیں بیان کی وہ ایک اپنا فہم بیان کر رہا ہے، صحابی جو ہے ٹھیک ہے، اب اس تعلق سے امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ بات فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اس صحابی کے پاس جو یہ فتویٰ دے رہا ہے یعنی وہ دلیل نہیں بیان کر رہا بلکہ اپنی بات کر رہا ہے اگر اس کے پاس کائی حدیث ہوتی، کوئی علم ہوتا نصوص کی روشنی میں اگر کوئی بات کر رہا ہوتا تو پھر وہ حدیث ضرور بیان کرتا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس شخص کا قول ہے جو ان لوگوں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بائیو گرافی نہیں جانتا محروم ہے، ان کی سیرت سے محروم ہے اور ان کے حالات سے محروم ہے نہیں جانتا۔ کیوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کثرت روایت سے ڈرتے تھے روایت کی تعظیم کرتے تھے اور بہت کم روایت بیان کرتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں اس میں کوئی زیادتی نہ ہو جائے یا کوئی کمی نہ ہو جائے اور صرف اس چیز پر اکتفا کرتے تھے روایت کرتے وقت جو انہوں نے آپ ﷺ سے براہ راست سنی ہے اور بار بار سنی ہے اور بعض اوقات بات تو بیان کر دیتے ہیں لیکن تصریح نہیں کرتے بعض صحابہ کہ ہم نے آپ ﷺ سے براہ راست سنا ہے "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ" اور اس کی مثال جو حدیث حکم مرفوع میں ہے مصطلح الحدیث میں جو علم حدیث کی خاص terminology کی کتابیں ہیں ان میں آپ دیکھیں بعض روایات میں محدثین کہتے ہیں "هذا في حكم المرفوع" یہ روایت حکم المرفوع میں ہے اگرچہ اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ "قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" صحابی خود خبر دے رہا ہوتا ہے تو یہاں پر صحابی نے یہ نہیں کہا کہ "قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" تو محدثین نے یہ کیوں کہا کہ یہ حکم المرفوع ہے یا آپ ﷺ ہی کا فرمان ہے خاص طور پر جو امور مغیبات ہیں جن مسائل کا تعلق ہے، مغیبات سے۔ صحابی کو کہاں سے پتہ چلا ہے بھئی؟ یا تو وہ جھوٹا ہے، اپنی طرف سے بات کر رہا ہے، اگر وہ ثقہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے براہ راست ہی سنا ہے لیکن اس نے یہ نہیں کہا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے بلکہ اپنے طرف سے بات کر لی ہے۔ تو وہ قابل قبول ہے کہ نہیں؟ محدثین نے یہ نہیں کہا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے یا اس پر کوئی وحی نازل ہوتی ہے۔ محدثین نے یہ کہا کہ "هذا في حكم المرفوع" یہ روایت حکم المرفوع

میں ہے۔ یہ وضاحت میں کر رہا ہوں ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کی۔ میں سمجھانے کے لیے ایک بات کر رہا ہوں اس میں پھر یہ بات بھی سن لیں کہ خلفائے راشدین نے کیوں بہت کم روایتیں روایت کی ہیں؟ چند وجوہات ہیں:

1۔ کہ وہ مشغول تھے خلافت کے کاموں میں۔

2۔ درس وتدریس کے لیے فارغ نہیں تھے۔ طالب علم کے لیے آپ کے پاس فرصت ہونی چاہیے وقت ہونا چاہیے آپ درس دیتے ہیں پھر حاصل بھی کرتے ہیں ان کے پاس ایسا وقت نہیں تھا۔

3۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لیے تاکہ کثرت حدیث قرآن مجید میں شامل نہ ہو جائے جیسا کہ آپ ﷺ نے شروع میں منع بھی کیا تھا۔

4۔ اور چوتھی بات جو خود امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی ہے یہاں پر کہ ان کو یہ ڈر تھا کہ کوئی زیادہ یا کمی نہ ہو جائے آپ ﷺ کے فرمان پر کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے میری طرف کوئی ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کی تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے "مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" أو كما قال صلى الله عليه وآله وسلم۔

سوال: کیا وہ کثرت روایت کو بھی روکتے تھے؟

جواب: جی ہاں، کثرت روایت خود نہیں کرتے تھے اور دوسرے سے تحقیق کرتے تھے پہلے کہ کون گواہی دیتا ہے کہ حدیث اس نے آپ ﷺ سے سنی ہے؟ تو اس لیے نہیں کہ وہ حدیث کا رد کرتے تھے بلکہ اس لیے کہ لوگوں کو یہ انفارمیشن دیں یہ پتہ چلے کہ ہمیں احتیاط سے کام لینا ہے اور اس زمانے میں جو منافقین تھے فتنے کا زمانہ تھا تاکہ وہ بھی اس میدان میں نہ گھسیں جو منافق ہیں یا جو کم علم ہیں جو اعرابی ہیں جو بدو ہیں جن کو کچھ پتہ ہی نہیں ہے، کوئی سلیقہ نہیں ہے اپنی باتیں کہیں، وہ بھی کہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے سنا ہے تو اس کی روک تھام کے لیے، دین کی حفاظت کے لیے یہ ہونا تھا، سبحان اللہ اور یہ ہوا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض احادیث جو تھیں خلفائے راشدین کے پاس وہ بے چارے دنیا سے چلے گئے اور وہ علم بھی رہ گیا، نہیں واللہ! ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر/9) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

دین محفوظ ہو چکا ہے اور دین کامل ہے دین کی تکمیل آج کے زمانے میں نہیں، کل کے زمانے میں نہیں، پچھلی صدی اس سے پچھلی میں نہیں کب ہوئی؟ آپ ﷺ کی زندگی میں ہوئی ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ صرف قرآن

نہیں پورا دین کامل کر دیا ﴿ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ ﴾ اور نعمت بھی تمام کر دی ﴿ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ﴾اور دین اسلام پر بھی راضی ہو گیا تمہارے لیے۔

تو یہ ہر گز کوئی نہ سمجھے ، جیسا بعض لوگ کہتے ہیں بعض یعنی جو صرف کتابیں پڑھ کر بعض انٹرنیٹ سے کوئی انفارمیشن لے لیتے ہیں جو مسقفین ہیں جو چند انفارمیشن لے کر اپنے آپ کو طالب علم یا علماء سمجھتے ہیں اور بحث و مباحثہ کرتے ہیں خاص طور پر وہ پڑھا لکھا طبقہ جو ماشاءاللہ بڑی ڈگریز حاصل کر چکے ہیں ان کے سب نہیں، ان کی اکثریت کی بات میں کر رہا ہوں یا ان میں سے بعض سمجھ لیں آپ جو میرے سامنے آئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں بھئی اگر آپ احادیث کی بات کر رہے ہیں (اور یہ منکرین حدیث کا ایک اور یعنی چور دروازہ ہے وہ یہاں سے اٹیک کرتے ہیں) بھئی آپ احادیث کی بات کرتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی روایات کیں احادیث کی؟ سو سے زیادہ نہیں ہیں۔ کیوں کیا ان کو پتہ نہیں تھا کہ احادیث کیا ہے؟ یا تو مانو وہ علم چھپا کر گئے ہیں اور جو علم چھپاتا ہے اس کو جہنم کی آگ کی لگام بھی لگائی جائے گی یا پھر مانو کہ احادیث کا مجموعہ مکمل نہیں ہے اور اگر حدیث پر آپ بھروسہ رکھتے ہیں تو دین ناقص ضرور ہی بنتا ہے تو اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ دین ناقص ہے تو دونوں میں سے ایک تم چن لو۔

دونوں غلط ہیں یہ تمہاری جہالت اور کم علمی کے اور کم عقلی کے دلائل ہیں یہ کس نے کہا کہ دین ناقص ہے؟! اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے ﴿ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ ﴾ بات ختم ہو گئی اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے قرآن مجید میں ﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾۔ اور حفاظت کے لیے قرآن کی حفاظت دین کی حفاظت صرف اکیلے قرآن کی حفاظت نہیں یاد رکھیں اور دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے نازل نہیں کرے گا کہ انہوں نے دین کی حفاظت کرنی ہے اللہ تعالیٰ اسی امت میں سے لوگوں کو توفیق دے گا اور اس توفیق کی بنیاد پر محدثین نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے اس علم کے لیے، علم الحدیث کے لیے۔ ورنہ مجھے بتایئے کہ اس دنیا میں وہ کون سی قوم ہے ایک مجھے مثال دیں دوسری نہیں پوچھوں گا میں، جو اپنے زمانے کے لوگوں کے تعلق سے اتنی باریک بینی بھی جانتی ہے کہ اس کی کتنی بیویاں تھیں؟ کتنے بچے تھے؟ کون استاد تھا؟ کون شاگرد تھا کہاں جاتا تھا کہاں آتا تھا کون دوست تھے کوئی جانتا ہے کسی کے بارے میں اتنا؟ ایک ایک راوی کے بارے میں جاننا کمال کی بات ہے کہ نہیں؟ اور زندگی وقف کرنی پڑتی ہے اس علم کے لیے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ہو سکتا ہے یہ! سبحان اللہ۔ یہ تو جاہل لوگ ہیں یہ تو وہی بات ہے جو

میں کہتا ہوں buy one get one free والے بس ایک چیز مل گئی ہے دوسری وہ بس پورے علم کو ایک وقت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ایسا نہیں ہوتا ہے علم کے لیے محنت کی ضرورت ہے، جاؤ علماء کے پاس۔کیوں نہیں جاتے ہو علماء کے پاس۔یہ لوگ منکرین حدیث کیوں نہیں جاتے وجہ کیا ہے؟ان کو پتہ ہے کہ وہاں منہ توڑ جواب ملتے ہیں۔تو پھر پھنساتے کسے ہیں؟ان نئے نئے جوانوں کو پکڑ لیتے ہیں جو specially یونیورسٹیز یا کالجز کے اسٹوڈنٹ ہیں انہیں پکڑ لیتے ہیں اور ان کا برین واش کر دیتے ہیں اور وہ لوگ بے چارے کہتے ہیں کہ "یار یہ لوگ اچھے ہیں"۔

اور وقت نہیں ہے ورنہ کئی ایسی مثالیں سامنے گزری ہیں واللہ! عقل حیران ہو جاتی ہے ہمارے بچوں کو جوانوں کو کیسے یہ لوگ گمراہ کر رہے ہیں بغیر علم کے اور بغیر دلیل کے، بغیر کسی سلطان کے ان کے پاس کیا ہے سوائے جہالت کے اور باتوں کے ہے کیا ان کے پاس!

الغرض، واپس آتے ہیں یہ چند وجوہات تھیں جن کی وجہ سے اکثر صحابہ نے اکثر روایات نہیں بیان کیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس علم تو تھا مسائل کا لیکن روایات وہ نہیں بیان کرتے تھے۔

5۔اور ایک اور وجہ یہ بھی ہے پانچویں نمبر پر کہ جب دوسرے صحابہ روایت کر رہے تھے تو پھر وہ کیوں بار بار اسے روایت کرتے۔ بعض صحابی کرتے تھے۔ایک متن کی حدیث کئی صحابہ نے کی ہیں اور بعض اکتفا کر لیتے تھے۔سب سے پہلی حدیث پتہ ہے صحیح بخاری میں "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" کتنے صحابہ نے روایت کیا؟ایک صحابی نے پکی بات ہے دوسرا نہیں تیسرا نہیں صرف ایک صحابی نے۔کس نے کی؟سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے۔

کیا باقی جو صحابہ تھے وہ نیت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے؟کیا خیال ہے؟اس حدیث کا علم تھا کہ نہ تھا؟روایت ملتی ہے؟یا تو پھر یہ مانو کہ نیت کے بارے میں صرف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے اور باقی سارے صحابہ کورے تھے نعوذ باللہ، ان کی نیتیں تھیں ہی نہیں۔وہ نیت کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں تھے کہ نیت کی اہمیت کیا ہے اور عمل سے نیت کا کوئی تعلق ہے کہ نہیں، کچھ نہیں جانتے تھے۔ایک صحابہ نے جانا ہے۔کیا اس کا کوئی ثبوت مل سکتا ہے کہ صرف ایک صحابی جانتا تھا؟یا جانتے تو بہت تھے لیکن ایک روایت پہ اکتفا کر لیا۔ثبوت ہے کہ نہیں؟سبحان اللہ۔

آخری حدیث بھی اسی طریقے سے صحیح بخاری میں فرد حدیث ہے "كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ"۔اس روایت کو کہتے کیا ہیں جس میں صرف ایک راوی ہو کم سے کم

طبقے میں ؟فرد، آحاد۔ یہ آحاد کی یہ کون سے قسم ہے ؟غریب بھی کہتے ہیں اور فرد بھی کہتے ہیں، سبحان اللہ۔ تو کیا صرف ایک صحابی جانتا تھا اس ذکر کی فضیلت کو سبحان اللہ تو اس سے کیا ثابت ہوا؟ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جانتے بہت زیادہ تھے لیکن روایت میں محتاط تھے اور جو وہ فتاویٰ دیتے تھے تو قرآن وسنت کی روشنی میں دیتے تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ معصوم ہیں اور غلطی نہیں کرتے تھے، جہاں پر غلطی ہوتی تھی تو دوسرے تھے نشان دہی کرنے والے اس لیے میں بار بار کہتا ہوں کہ اجماع صحابہ حجت ہے، فہم سلف میں اجماع صحابہ اجماع سلف حجت ہے۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی بات ابھی ادھوری ہے فرماتے ہیں تو جو فتویٰ صحابی دیتے ہیں اس کی چھ صورتیں ہیں:

1۔ انہوں نے آپ ﷺ سے براہ راست سنا فتویٰ دیا لیکن یہ نہیں کہا "قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ" یا تو براہ راست آپ ﷺ سے اس مسئلے میں جو صحیح بات ہے وہ آپ ﷺ سے براہ راست سنی لیکن یہ نہیں فرمایا کہ "قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ" اپنی طرف سے بات کر لی ہے۔

2۔ "الثاني" دوسری صورت کہ ایسے صحابی سے سنی ہو جس نے آپ ﷺ سے سنا ہے۔

3۔ تیسری صورت، اس صحابی نے قرآن مجید کی آیت میں سے ایسی بات سمجھی ہے جو آج ہم پر مخفی ہو گئی ہے۔ وہ کیسے ؟ کیوں کہ ان کے جو مدارج تھے جو ذریعہ تھا علم کا ان میں وہ مختص تھے اس زمانے میں موجود تھے۔ جب کوئی مسئلہ ہوتا آیات کا یا اسباب نزول، جب قرآن مجید کی آیات نازل ہوتی تھیں تو وہ ان کا حصہ تھے وہ موجود ہوتے تھے تو ان کے سامنے نازل ہوتی تھیں اور اگر آپ ﷺ کوئی بات فرماتے تو صرف یہ نہیں جانتے تھے کہ بات کیا ہو رہی ہے بلکہ یہ جانتے تھے کہ کس وجہ سے بات ہو رہی ہے۔ تو یہ ایکسٹرا علم ہے کہ نہیں ؟اس ایکسٹرا علم کی وجہ سے زیادہ علم کی وجہ سے وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہم سے مخفی ہو جاتی ہیں۔ یہ فہم کس لیے ہے ؟ کیوں کہ اس علم میں جو ان کے لیے خاص تھا مختص تھے اس میں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیسری صورت یہ ہے کہ بعض صحابہ قرآن مجید کی کسی آیت میں سے ایسی فہم نکال لیتے جو آج ہم پر مخفی ہو چکی ہے یعنی وہ سمجھ آیت میں سے ہم نہیں سمجھ سکتے جیسے کہ انہوں نے سمجھا تھا اور بیان کیا تھا۔ پھر ہم کیا کرتے ؟ کہتے کہ نہیں، صحابی کا قول غلط ہے کیوں کہ ہم نے نہیں سمجھا۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ صحابی کا قول ٹھیک

ہے کیوں کہ قرآن و سنت کے مخالف تو نہیں ہے۔ جب قرآن و سنت کے مطابق ہے تو اس بات کا مطلب یہ ہے کہ انہوں جو سمجھا ہے وہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہی سمجھا ہے۔

4۔امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس مسئلے پر ان سب کا اتفاق یا اجماع تھا لیکن وہ اجماع یعنی بات جس نے سب سے پہلے کی ،سب سے پہلے جس نے فتویٰ دیا ہمیں نہیں پتہ کہ وہ کون تھا، جس نے سب سے پہلے بات کی؟ کسی مسئلے میں کسی صحابی نے ایک فتویٰ دے دیا، بات کی وہ بات اتنی معروف و مشہور ہو گئی کہ سب نے خاموشی اختیار کی اور سب نے اس مسئلے کو جان لیا۔ ہمیں پتہ ہے کہ کس کا قول تھا شروع میں؟ مسئلہ تو مشہور و معروف ہے کہ فتویٰ یہ ہے لیکن کس کا ہے پتہ ہے؟ یہ پتہ نہیں ہے، ٹھیک ہے نا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چوتھی صورت یہ ہے کہ وہ فتویٰ جو دے دیا گیا ہے اس پر ان کا اتفاق ہو، اجماع ہو لیکن ہماری طرف یہ بات نہیں پہنچی کہ کون تھا ان میں سے یہ بات کرنے والا؟ کیوں، وجہ کیا ہے؟ کیوں کہ اتنے مشہور ہو چکے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلا کہ ان میں سے کہنے والا کون ہے؟

5۔ پانچویں صورت کہ اس صحابی کا کمال علم ،لغت ، دلالۃ الالفاظ جیسا کہ وہ ان میں سے مختص تھے ہم سے اور ایسے قرائن بلند قرائن جو خطاب کے ساتھ موجود تھے ، جن کو براہ راست انہوں نے سنا ہے یا بعض ایسے مجموع الامور جو انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ زیادہ عرصہ گزارنے سے ان کو ایک background ملا ہے سمجھ کا اس کے ہوتے ہوئے اور آپ ﷺ کا براہ راست مشاہدہ، اپنی آنکھوں سے کچھ افعال کرتے ہوئے، آپ ﷺ کی سیرت کا حصہ بنتے ہوئے، اس پر گہری نظر رکھتے ہوئے اور آپ ﷺ کے کلام اور اقوال کو سمجھتے ہوئے، اس سے کیا بنتا ہے؟ ایک مجموعہ بن جاتا ہے ان ساری چیزوں کا اس مجموعے کی بنیاد پر اور اس کے ساتھ یہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''شهود تنزل الوحي ''وحی کا نازل ہونا ان کے زمانے میں تھا خوب جانتے تھے کہ آپ ﷺ بعض اوقات خاموشی اختیار کرتے تھے تو وحی نازل ہوتی تھی پھر وہ جواب دیتے تھے۔ تو گویا کہ ان کو یہ بھی پتہ ہے کہ وجہ کیا تھی؟ صرف یہ نہیں کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی ہے؟ وہ اس کی وجہ بھی جانتے تھے۔ کون وجہ بنا تھا؟ وہ اس صحابی کو بھی جانتے تھے۔ جیسے سورت المجادلہ کی ابتدائی آیات کہ ظہار ہوا تھا۔ کس نے ظہار کیا؟ پھر اس کی کیا بات ہوئی؟ ٹھیک ہے نا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہ بات مشہور و معروف تھی۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا، امام صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایسی چیزیں سمجھی ہیں جو آج ہم نہیں سمجھ سکے ان چیزوں کے ہوتے ہوئے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں چیزیں جو گزر چکی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا فتویٰ حجت ہے جس کی اتباع واجب ہے۔امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان پانچوں امور سے جو ان کے لیے خاص تھے، جو گزر چکے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فہم السلف حجت ہے اور ان کی ان مسائل میں، ایسی باتوں پر اتباع کرنا واجب ہے۔

6۔ چھٹی صورت، صحابہ میں کسی نے وہ چیز سمجھی ہے نصوص میں سے ایسی فہم جو آپ ﷺ کی مراد نہ تھی۔ یعنی کسی حدیث میں سے ایسی چیز سمجھی جو آپ ﷺ کی مراد نہیں تھی اور اس سے خطا ہو گئی۔ ممکن ہے کہ نہیں؟ ممکن ہے، یہ چھٹی صورت ہے کہ اس سے خطا ہو گئی اور مراد وہی تھی جو صحیح مراد ہے۔ وہ، وہ نہیں تھی جو اس صحابی نے بیان کی ہے اس صورت کی بنیاد پر اس کا قول حجت نہیں ہو گا اور یہ قطعاً معلوم ہو چکا ہے کہ پانچ کا احتمال اس ایک صورت پر غالب ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ انہوں نے غلط سمجھا ہے، پانچ صورتیں ہیں کہ انہوں نے صحیح سمجھا ہے اور ایک کا وقوع أغلب بالظن جو ہے وہ ان پانچوں کے سامنے قطعی طور پر فرماتے ہیں کہ درست نہیں ہے اور اس پر کوئی عقل مند شک بھی نہیں کر سکتا اس لیے میں نے کہا ہے یہ عقلی دلیل ہے یہ چھ possibilities کی بات ہو رہی ہے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی عقل مند شخص اسے deny نہیں کر سکتا اس پر شک نہیں کر سکتا اور اس سے ''یفید ظنا غالباً'' غالب ظن اس سے ملتا ہے کیونکہ پانچ میں سے ایک possibility تو ہے تو پھر سو فی صد یقین تو نہ رہا نا پانچ کے سامنے ایک کا اندیشہ تو ہے۔ تو پھر یہ کیا ہو جاتا ہے؟ غلبۃ الظن ہو جاتا ہے اور یقین نہیں ہوتا۔ایسا ہی ہوتا ہے نا؟ اچھا، فرماتے ہیں کہ غلبۃ الظن ہو جاتا ہے یعنی ظنِ غالب اور جو صحیح بات ہے وہ ظنِ غالب کو لیا جاتا ہے نہ کہ اس کو لیا جاتا ہے جس میں شک ہو اور شریعت میں سے جو چیز مطلوب ہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ ظنِ غالب اور اس پر عمل مطلوب ہے وہی متعین ہے اور یہی چیز کافی ہوتی ہے۔

کیا ظنِ غالب بھی علم ہوتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ظن تو ظن ہی ہوتا ہے گمان ہوتا ہے اور گمان تو کفر ہے شریعت میں گمان کرنا۔ میرے بھائی ظن دو قسم کے ہیں ﴿اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ (الحجرات/12) یہ بد گمانی ہے یہ گناہ ہے۔ شریعت میں ظن کا مطلب شک بھی ہے اور شک کرنا کفر ہے شریعت میں۔ لیکن ظن کا مطلب یقین بھی ہے اور عجب بات دیکھیے کہ غلبۃ الظن کو علم بھی کہا گیا ہے مزے کی بات دیکھیں آپ علم الیقین بھی کہا گیا ہے! کسی کے پاس کوئی

ثبوت ہے؟ یہ تو دلیل ہے کہ ظن کا مطلب یقین ہے ﴿اِنِّیۡ ظَنَنۡتُ اَنِّیۡ مُلٰقٍ حِسَابِیَهۡ﴾(الحاقۃ:20)(مجھے یقین تھا کہ میرا حساب ہونا ہے)۔ یہ تو یقین کی بات ہو رہی ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ظن غالب کو علم کہا گیا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ ظن غالب علم کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاِنۡ عَلِمۡتُمُوۡهُنَّ مُؤۡمِنٰتٍ فَلَا تَرۡجِعُوۡهُنَّ اِلَى الۡكُفَّارِ﴾(الممتحنۃ/10)

(جب تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مومنہ عورتیں ہیں تو پھر ان کو واپس کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ)

کسی کے بارے میں جاننا کہ یہ کتنا ایمان دار ہے یہ یقینی ہے یا ظنِ غالب ہے؟ ظنِ غالب ہے، سبحان اللہ۔ تو ظنِ غالب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿عَلِمۡتُمُوۡهُنَّ مُؤۡمِنٰتٍ﴾ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ظن غالب بھی علم ہوتا ہے۔

اگلے درس میں فہم السلف کے بغیر قرآن مجید و سنت کو سمجھنے کا کیا صحیح طریقہ ہے؟ اگر فہم السلف حجت نہیں ہے آپ لوگوں کے نزدیک تو پھر آیئے دیکھتے ہیں فہم السلف کو ایک طرف چھوڑ دیتے ہیں باقی کیا possibilities ہیں کون سے وہ طریقے ہیں جن سے ہم قرآن و سنت کو سمجھ سکتے ہیں اس پر ان شاءاللہ بات کریں گے۔ واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: سنی ہوئی پرانی بات ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کئی احادیث جلادی تھیں اس کی وضاحت فرمایئے۔

جواب: اللہ اعلم، میں نہیں جانتا ہوں میں یہ پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ یہ بات درست ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شدت اختیار کرتے اس لیے کہ لوگ متساہل نہ ہو جائیں بلکہ جو کوئی حدیث بیان کرتا تو کہتا کہ کوئی گواہ ہے کسی اور نے سنا ہے؟ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حدیث کی تقلید کرنا چاہتے ہیں یا حدیث سے دور کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو بلکہ یہ کہ لوگ محتاط ہو جائیں جیسا میں نے ابھی عرض کی ہے کہ اس میں منافقین بھی تھے وہ بھی شروع ہو گئے روایت کرنا اور پھر اعراب، بدو جن کو پتہ ہی نہیں کہ علم ہوتا کیا ہے! جاہل لوگ بھی بیچ میں آ گئے مخالفین بھی آ گئے تو اس سے احتیاط کرنا بہت ضروری تھا۔

نہیں ! دیکھیں کہ ایک بات میں اور بتادوں کہ دیوبندی ہوں یا حنفی ہوں جو متعصبین ہیں وہ لوگ کیا کرتے ہیں ؟اہل حدیثوں کے خلاف جو اہل حدیث حدیثوں کی بات کرتے ہیں تو پھر وہ آئے دن نئی بات لے کر آتے ہیں کہ کسی صحابی نے حدیث کو جلادیا تھا، جمع کیا تھا پھر ان کو جلادیا۔ کیوں جلادیا بھئی ؟! ہاں اگر ان میں کوئی غلطی ہے اور ساری من گھڑت روایتیں ہیں تو جلادیا تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن مطلقاً یہ کہنا کہ حدیث کو جلادیا، نہیں ! یہ بات غلط ہے بالکل غلط ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال : آپ نے یہ بتایا تھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم اجماع ہے ، اجماع صحابہ ہے اور ہم نے پڑھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔

جواب : دیکھیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق سے جب بھی کوئی بات ہوتی ہے ان کے علم کے تعلق سے یا تقویٰ کے تعلق سے تو پھر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سارے کے سارے بلند درجے پر فائز تھے لیکن جب ہم comparison کرتے ہیں سب سے زیادہ کون ، پھر بعد میں کون تھے پھر بعد میں کون تو اجماع ہے اہل سنت والجماعت کا اجماع کی بات کر رہا ہوں اور یہ اجماع نقل کیا ہے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنة النبوية میں میں نے حوالہ بھی دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اجماع اہل سنت ہے کہ "اعلم الصحابة كلهم أبو بكر صديق رضي الله عنه "سب سے زیادہ علم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا اور پھر آپ دیکھ لیں کہ اس کے ثبوت بھی ملتے ہیں۔ جہاں پر صحابہ حیران و پریشان تھے وہاں پر مسئلہ کس نے آکر حل کیا ہے مثالیں آتی ہیں کہ نہیں ؟ مثال ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ہوئی کس نے مسئلہ حل کیا قرآن و سنت موجود تھی کہ نہیں ؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھیں کہ کتنے عظیم صحابی ہیں عالم صحابی ہیں لیکن جذبات میں آکر کیا کہہ بیٹھے ؟ جس نے یہ کہا کہ محمد وفات پا چکے ہیں میں اس کا سر قلم کر دوں گا قتل کر دوں گا میں محمد وفات نہیں پا چکے مر نہیں چکے وہ تو اللہ تعالیٰ سے صرف ملاقات کے لیے گئے ہیں جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گئے تھے کوہ طور پر وہ واپس آجائیں گے جس نے یہ کہا کہ آپ ﷺ مر چکے ہیں سر قلم کر دوں گا اس کا میں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے سمجھایا نہیں سمجھ رہے لوگ ، بڑا عجیب سا عالم ہے ! کہاں گئے ؟ منبر رسول جہاں آپ ﷺ کھڑے ہوتے تھے منبر پر چلے گئے۔ ثابت قدمی دیکھیں آپ یعنی بہت مشکل وقت ہے اور شدید آزمائش ہے اور سب سے پیاری شخصیت تھی پوری کائنات میں۔ دنیا میں سے سب سے زیادہ پیار آپ ﷺ کو کس سے تھا؟ آپ ﷺ سے خود پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کو

کون پیارا ہے؟ فرماتے ہیں عائشہ۔ مردوں میں سے؟" ابو ھا" سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اگر آپ ﷺ خود گواہی دیں کہ مجھے سب سے پیارے ہیں تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کون سب سے پیارا تھا آپ ﷺ کے سوا کوئی تھے؟ لیکن بات جذبات کی نہیں ہے بات علم کی ہے اور علم کی بات ہم کر رہے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ (جو محمد کی عبادت کرتا تھا (دیکھیں یہ نہیں فرمایا رسول اللہ یہ نہیں فرمایا نبی اللہ کہہ سکتے تھے کہ نہیں؟ علم دیکھیں آپ) جو محمد کی عبادت کرتا تھا تو محمد وفات پا چکے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ الحی ہے ہمیشہ زندہ ہے)۔ یہ ثابت قدمی ہے کہ نہیں یہ علم ہے کہ نہیں؟ یہ فہم ہے کہ نہیں یہ فہم السلف ہے کہ نہیں؟ اور پھر دلیل کے طور پر کون سی آیت پڑھی ؟﴿ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ﴾ (آل عمران/144) (کہ آپ ﷺ جب وفات پا جائیں یا انہیں قتل کر دیا جائے کیا تم ایڑھی کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے)۔

سبحان اللہ، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت پڑھی تو پھر میں نے یوں سمجھا کہ پہلی مرتبہ میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔ جذبات غالب تھے شدید صدمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر آزمائش سے محفوظ فرمائے۔ بعض آزمائشیں آتی ہیں پہاڑ ہل جاتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود علم کا پہاڑ تھے لیکن میں یہ بتا رہا ہوں کہ بات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہو رہی تھی کہ آپ ﷺ کی وفات پر مسئلہ کس نے حل کیا؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، علم تھا۔ پھر دفن کا معاملہ آیا آپ ﷺ کو دفن کرنے کا کس نے مسئلہ حل کیا کس کے پاس علم تھا؟ گویا کہ علم تو تھا لیکن اسے بیان کیا تھا؟ ضرورت نہیں تھی بھئی۔ انبیاء علیہم السلام وہیں پر دفن ہوتے ہیں جہاں پر وفات پاتے ہیں۔ اب اس حدیث کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت تھی کہاں بیان کرتے اس کو؟ لیکن جب وقت آیا تو بیان کیا کہ نہیں کیا چھپایا علم کو؟ بیان کیا کہ نہیں کیا؟ بیان کیا۔ حدیث ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے خود فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (نبی کی جہاں پر وفات ہوتی ہے وہیں پر دفن کر دیا جاتا ہے)۔

تو یہ اجتہاد کہاں ہے؟ یہ تو آپ ﷺ کا فرمان ہے، حدیث ہے اور اس میں اہل سنت کا اجماع ہے کہ پہلا نمبر ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا، دوسرا نمبر ہے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا، تیسرا ہے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اور چوتھا ہے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا۔ دوسرا، تیسرا اور چوتھا تو ہمارا یہ مطلب نہیں کہ وہ بالکل پیچھے ہیں یا ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نہیں، واللہ چوتھے نمبر پہ کوئی قباحت نہیں ہے ان تینوں کے سامنے یا تیسرے کو کوئی قباحت نہیں ہے ان دونوں کے

سامنے یا دوسرے والے کو کوئی قباحت نہیں ہے پہلے کے سامنے بلکہ اگلے دروس میں ان شاءاللہ آئے گا کہ خود صحابہ گواہی دیتے تھے کہ ہم دیکھتے تھے آپ ﷺ اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے، آپ ﷺ اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما گئے، آپ ﷺ اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ساتھ ہیں۔ تو کیسے ممکن ہے بھائی جس کا نمبر پہلا ہے آپ ﷺ کے بعد اس کو دوسرا تیسرا کیا جاتا کیا خیال ہے ؟ایک چھوٹی سی مثال دنیاوی دیتا ہوں میں، کوئی بھی شیخ یا استاد ہے اس کے قریبی دوست ہوتے ہیں یا نہیں پرانے ؟اور ہر بندہ جانتا ہے کہ اس شیخ کے بعد اس کا جو کبار الطلاب ہے وہ کون ہے کون اس کی جگہ لے گا۔ اگر شیخ صاحب جو ہیں دسویں یا پانچویں یا چوتھے کو کھڑا کر کے پہلے نمبر پر لے کر آئیں، سب مان جائیں گے یا آپس میں اختلاف ہو گا ان کا کہ نہیں ؟ناگواری ہو گی کہ نہیں ہو گی مسئلہ ہو گا کہ نہیں ہو گا ؟کیوں کہ جو چیز واضح ہے سب کے سامنے اس کو تبدیل کرنا جو ہے وہ استاد کے بس کی بات بھی نہیں ہوتی، سبحان اللہ۔

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے نشانیاں دی تھیں ہنٹ دیئے تھے اور قرآن و سنت میں شواہد موجود ہیں کہ خلیفہ کون ہو گا ؟آپ ﷺ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ براہ راست کیوں دلیل نہیں ہے ہوتی تو مسئلہ حل ہو جاتا ؟مسئلہ تو حل تھا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی حل تھا کیوں کہ وہ علم رکھتے تھے یہ تو رافضیوں نے آ کر معاملہ بگاڑا ہے جھوٹ سے کام لیا اور فریب سے کام لیا ہے، من گھڑت روایات لے کر آئے ہیں ورنہ بات بالکل واضح تھی اس میں دو لوگوں کا آپس میں کوئی اختلاف ہی نہیں تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا عمر رضی اللہ عنہ کو بنائیں کس نے کہا ہے ؟سبحان اللہ، تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا نمبر پہلا ہے علی دا پہلا نمبر بالکل غلط ہے علی دا چوتھا نمبر ہے اور پہلا نمبر ہے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (14: فہم سلف کی شرعی حیثیت) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔